جی ایم ملک (صفا پوری) ایم اے (فاضل)

شاہنامہ فردوسی کا کشمیری ترجمہ

(ایک جائزہ)

چو ایران نباشد تن من مباد　　بدین بوم وبر زندہ یک تن مباد
ہمہ سر بہ سر تن بہ کشتن دہیم　　ازاں بہ کہ کشور بہ دشمن دہیم

شاہنامہ فردوسی جس تاریخی، ادبی اور تمدنی اہمیت کا حامل ہے وہ محتاج تعارف نہیں۔ اکثر موّرخوں، نقادوں اور تاریخ نگاروں نے اس کے ہر گوشے کو اپنے اپنے نقطۂ نظر روشن کرنے کی سعی کی ہے کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر BROWNE ۔ جی ۔ ع نے اپنی معرکۃ الآرا ادبی تاریخ "A LITERARY HISTORY OF PERSIA" کے جلد دوم میں شاہنامہ فردوسی کو اگرچہ سبعہ معلقہ کے برابر بھی نہیں گردانا ہے جس پر مولانا شبلی نے شعر العجم کے جلد اول (صفحہ ۱۲۳) میں براؤن کی تنقید کی ہے لیکن پھر بھی براؤن شاہنامہ کی عظمت کا اعتراف دبی زبان میں یوں کرتا ہے۔

THE SHAHNAMA OWE ITS GREAT AND INDEED UNRIVALLED POPULARITY, NOT ONLY IN PERSIA, BUT WHEREVER THE PERSIAN LANGUAGE IS CULTIVATED.

A LITERARY HISTORY OF PERSIA - VOLUME II

شاہنامہ ایک شاہکار ہے جو دنیا بھر کی تین EPICS میں ایک مانی جاتی ہے اور کئی لحاظ سے دو اور EPICS مہابھارتہ اور ELIAD پر بھی اس کو فوقیت حاصل ہے۔ شاہنامہ ایرانیوں کی قومیت کی سند رہے اور فردوسی ایران کا قومی شاعر ہے اس نے ایران کی منظوم تاریخ لکھ کر اس کی عظمت کو زندہ کر کے ابھارا۔

Scanned with CamScanner

بسی رنج بردم دریں سال سی　　　عجم زندہ کردم بدین پارسی

غزنوی دور خاص کر سلطان محمود غزنوی بھی خراجِ تحسین کے مستحق ہیں جنکی سرپرستی میں ایسا شاہکار تخلیق ہوا۔ فردوسی اور محمود کے درمیان اگرچہ بہت تلخی پیدا ہوئی اور اس واقعہ کو مورخوں نے بڑھا چڑھا کر پیش کر کے اس قدآور شخصیت کے ساتھ بڑی ناانصافی کی ہے۔ غزنوی دور ایرانی ادب کے رشتہ کا درمیانی درخشاں موتی ہے۔ یہ دور فارسی ادب کیلئے کئی طرح سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ خاندان اگرچہ ایران میں صرف چھیتر سال حکومت کرتا رہا لیکن اس کم عرصے میں اس خاندان نے فارسی ادب کی نمایاں خدمت کی۔ محمود کو اکثر مورخوں نے متعصب قرار دیا ہے جن میں ایک قدیم مورخ نظامی عروضی سمرقندی بھی شامل ہے جنہوں نے چہار مقالہ کے مقالہ دوم میں محمود کو "مردِ متعصب" قرار دیا ہے۔ براؤن نے بھی ایسا ہی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

SULTAN MAHMUD HAS OFTEN BEEN DESCRIBED AS A GREAT PATRON OF LETTERS. BUT HE WAS IN FACT RATHER A GREAT KIDNAPPER OF LITERARY MEN.

A LITERARY HISTORY OF PERSIA - VOLUME II.

مولانا شبلی نے اس سے قطعی اتفاق نہیں کیا ہے۔ فردوسی کے ساتھ اگرچہ محمود کے کئے ہوئے وعدے سے منحرف ہونے کی باتیں مشہور ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ شاعروں کو اس قدر کثیر رقمیں دیکر شاہکار نظمیں اور نثر پارے لکھانے کی روایت کو کس قدر راستحکام بخشا گیا۔

مختصر یہ کہ شاہنامۂ فردوسی ایرانی ملّت کا گراں بہا خزانہ ہے اس خزانے میں زبان، ادب فرہنگ، تاریخ، تمدن، حکمت، انسانی تجارب وغیرہ کے نادر موتی جمع ہوئے ہیں۔ اگر شاہنامہ نہ ہوتا تو ایران اس رول پر افتخار نہ کرتا جو اس نے ادا کیا۔ کیونکہ وہ اپنی تاریخ کے نشیب و فراز سے ناآشنا رہتے۔ فردوسی نے ایک حقیقت کو بیان کیا ہے جب یوں کہا ہے:

"عجم زندہ کردم بدین پارسی"

شاہنامۂ فردوسی کا کشمیری ترجمہ فردوسیٔ کشمیر وہاب پرے حاجنی نے چار جلدوں میں کیا ہے کشمیری ترجمہ پر تبصرہ کرنے سے پہلے اُن کا تعارف کرنا لازمی ہے۔ آپ کے والد کا نام مقصود پرے تھا۔ ۴ ماہ شعبان ۱۲۶۲ھ بمطابق ۲ ماہ اگست ۱۸۴۶ء کو بمقام حاجن (سوناواری) کشمیر پیدا ہوئے اور ۱۰ ماہ صفر ۱۳۳۵ھ بمطابق ۲۹ ماہ دسمبر ۱۹۱۴ء کو غریقِ رحمت ہو گئے۔ وہاب پرے کے سالِ پیدائش ہی میں ۱۶ مارچ ۱۹۴۶ء کو مہاراجہ گلاب سنگھ نے کشمیر کو انگریزوں سے پچھتر لاکھ شاہی روپیوں کے عوض مزید لیا۔ ۸ ار اکتوبر ۱۸۴۶ء کو کشمیر میں انگریز سامراج کے ہاتھوں ڈوگرہ راج قائم ہوا۔ وہاب کی تمام زندگی ڈوگرہ راج میں گذری۔ وہاب نے ڈوگرہ شاہی کے ظلم و استبداد کا بغور مشاہدہ کیا اور اس ظلم کا اظہار برملا اپنے اشعار میں کیا ہے

لیکھہ کاتیاہ ظلم تتھ وقتس ستمگر کاتی آسی
پرتھ ہیس ہیتھ جادہ زوال ہوتی آسان یتی عمی

(میں کتنے ظلم لکھوں کہ اُس وقت کتنے ستمگر (ظالم) تھے۔ ہر ایک شیر کو سو سے زیادہ گیا گل گتے ساتھ ہوتے تھے)

وہاب ڈھائی سال کی عمر میں ہی شفقتِ پدری سے محروم ہو گئے۔ بالغ ہوتے ہی فارسی نثر میں اپنی سالانہ ڈائری لکھنی شروع کی تھی۔ اس ڈائری کے ۱۳۲ صفحات اب بھی موجود ہیں۔ اس ڈائری کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہاب کو بچپن ہی سے فارسی کا والہانہ لگاؤ تھا اور بیس سال ہی کی عمر تک اُس نے تقریباً تمام فارسی کلاسیکی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا چونکہ ۱۸۸۵ء تک کشمیر میں سرکاری زبان فارسی رہی جب کہ وہاب کی عمر ۴۰ سال کی تھی اور وہاب خود سرکاری ملازم تھا اس لیے فارسی سے دلچسپی قدرتی بات تھی۔ وہاب نے ۴۲ سال تک شاعری کی اور چار یا پانچ کتابیں کھو جانے کے باوجود بھی اس وقت ۴۴ ہزار اشعار موجود ہیں۔ وہاب بچپن ہی سے مذہبی ماحول میں پلے تھے اور تفسیرِ حسینی، مغازی النبیؐ، سیرتِ نبویؐ، تاریخ اسلام اور سوانح اولیاء جیسی کتابوں کے مطالعہ نے اس ماحول کو اور بھی تقویت دی تھی۔ وہاب اپنی شاعری کو فیضِ حضرتِ سلطان

نواز دیتے ہیں۔

تخلیقات

۱۔ ہفت قصہ گزران ۔ ۲۔ ہفت قصہ اصلی ۔ ۳۔ قصہ چہار درویش ۴۔ قصہ بہرام گور ۔
۵۔ نونہال گلبدن ۶۔ اکبر نامہ ۔ ۷۔ شاہنامہ ۔ ۸۔ خلافت نامہ ۔ ۹۔ سلطانی ۔
۱۰۔ قصص و شمائل آنحضرت ۔ ۱۱۔ سیاب نامہ ۔ ۱۲۔ درویشی ۔ ۱۳۔ دیوانِ وہاب ۔

یہ تمام فہرست تاریخ کے بغیر ہے اور اکبر نامہ کے بغیر اس وقت کوئی کتاب دستیاب نہیں۔
مختصر یہ کہ وہاب کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہوئے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گوشہ نشین گزرے ہیں۔

وہاب نے شاہنامہ فردوسی کا کشمیری ترجمہ ۱۸۸۰ء میں شروع کیا اور ۱۸۸۹ء میں مکمل کیا۔ ترجمہ شروع کرنے کے وقت وہاب کی عمر پینتیس چھتیس سال تھی۔ ترجمے میں دقیقی کا وہ حصہ بھی آیا ہے جس میں اس نے گشتاسپ اور ارجاسپ کے عہدِ حکومت اور زرتشت کا عہدِ شریعت ۱۹۸۸ اشعار میں منظوم کیا تھا۔ وہاب نے شاہنامہ کا آخری باب چھوڑ دیا ہے اور اس کے آخری مضمون سے "خلافت نامہ" بنالیا۔ محمود غزنوی کے ہجو بھی جو شاہنامہ میں موجود ہیں وہاب نے ان کو بھی اپنے ترجمے میں جگہ نہیں دی ہے۔ اسی طرح باقی ضمیمے کم کئے۔ فردوسی نے تقریباً کم از کم ۵۵ ہزار ابیات لکھے ہیں۔ وہاب نے ۹ سالوں میں ۱۶۸۲۵ اشعار میں شاہنامہ کا کشمیری ترجمہ کیا۔ ترجمے کا کمال یہ ہے کہ اصل میں سے کوئی بھی پلاٹ یا کردار سراسر رہ نہ گیا ہے۔ بس فردوسی کی بسیار گوئی کو مختصر کیا گیا ہے۔ کیونکہ فردوسی کو صرف شاہنامہ لکھنے کا کام اور وہاب کو شاہنامہ کا ترجمہ کرنا بہت سے کاموں میں سے ایک کام تھا۔

وہاب نے ترجمے کو صرف تین جلدوں میں مکمل کیا اور چوتھی جلد اس کے بعد "خلافت نامہ" عنوان کے تحت لکھا۔ جلد اول میں اشعار کی تعداد ۷۰۱۲، دوم میں ۵۱۰۴، سوم میں ۴۷۰۶ اور چوتھی جلد یعنی "خلافت نامہ" میں اشعار کی تعداد ۶۶۶ ہے۔ ترجمے کے دوران وہاب ایک جگہ لکھتا ہے کہ "میں صرف چار گھنٹے سوتا ہوں اور باقی رات کو شعر لکھتا ہوں"۔ اسی طرح

Scanned with CamScanner

سے وہاب کے انہماک کا اندازہ ہوتا ہے۔ دنیا میں اس کی دوسری مثال مشہور ملتانی ریاضی دان دی داں ولی (۱۵۲۷ء ـــــــ ۱۶۰۸ء) کی زندگی میں ملتی ہے وہ بھی روز صرف چار گھنٹے سوتا اور باقی وقت علمی کاموں کی طرف لگاتار وہاب کو توجہ کرتے دیکھتے۔ حادثہ ڈھونڈنے کی نہ آرزو تھی اور نہ فرصت کیونکہ وہ دنیاوی جاہ و حشمت سے محفوظ تھا۔

"اکبرنامہ" کا ترجمہ کرنے کے بعد وہاب کو شاہنامۂ فردوسی دستیاب ہوتا ہے عاجی کے قاضی غلام رسول نے پنجاب سے ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۸۶۲ء میں چھپا ہوا شاہنامہ لائے۔ وہاب نے اسے ابتداء تا انتہا پڑھا۔ قاضی نے اسے شاہنامہ واپس کرنے پر مجبور کیا بلکہ یہاں تک کہلا بھیجا کہ اسے (قاضی کو) شاہنامہ مثنوی مولانا روم سے زیادہ پیارا ہے۔ وہاب نے جوں ہی یہ جملہ سنا وہ آگ بگولا ہو گئے اور شاہنامہ کے متعلق لکھا ؎

یہ سورُوی کلام دروغ و خراب	چھہ راوی خشک پی دنال از حُباب

(یہ تمام کلام جھوٹ ہے جیسا کہ اس کا مصنف خود کہتا ہے)

وہاب نے اس کی شہادت میں فردوسی کا یہ شعر پیش کیا ہے ؎

کہ ہر گونہ این پر نظم آراستم	بگفتم دروغ ہر چہ خود خواستم

اس تکرار کشی کا نتیجہ تھا کہ وہاب نے شاہنامہ کا کشمیری ترجمہ کرنا شروع کیا۔ اس نے خود شاہنامہ بیس روپے میں خریدا اور قاضی کو اپنی امانت واپس بھیجی شاہنامہ کو مطالعہ کرنے کے دوران جب وہاب نے آخری باب "تغیر یافتن سلطنت ایران از دست ہمایہ رمنی یزد فہم" پڑھا تو اس نے دیکھا کہ یہ باب فردوسی نے حد سے زیادہ مختصر پیش کیا ہے وہ حیران ہو گئے کہ جہاں فردوسی کو حیثیت اچھے مورخ کے زیادہ وضاحت کرنے کی گنجائش تھی وہاں ہی اس کا قلم رک کیوں گیا۔ اسی باب میں فردوسی کے نزدیک حقیقت بیدکھتا دیوتے پر جب بڑا افسوس کا اظہار کیا ہے۔ اس سے وہاب کو پتا چلا کہ فردوسی نے ایرانیوں کی طرفداری کی ہے اس نے اس موضوع کو اپنے ڈھنگ سے پیش کرنے کا ارادہ کیا اور اس کو تتمہ شاہنامہ کی چھٹی جلد سے

جس سے ... نامہ سے موسوم کیا یہ شاہنامہ کا ترجمہ نہیں بلکہ وہاب کے اپنے تاریخی مطالعہ کا خلاصہ ہے۔ وہاب کو تیسری جلد طبع کرنے کے دوران یہ خیال بے قرار کرتا رہا کہ فردوسی کی زبان اور قلم ایران میں عرب تسلط سے کیوں رک جاتے ہیں اور وہ کیوں دبی زبان سے ایرانیوں کی طرفداری کرتے رہے جو کہ ایک مورخ کے شایان شان نہیں چنانچہ انہوں نے "تاریخ اسلام" کا گہرا مطالعہ کر کے "خلافت نامہ" لکھا اور اس طرح سے عربوں کے حملہ کو بڑی وضاحت سے ۶۶۰۶۶ اشعار میں پیش کیا۔

شاہنامۂ فردوسی اور وہاب کے ترجمے میں نمایاں فرق ہے۔ جہاں بھی فردوسی ایرانیوں کی طرفداری میں مضمرات شامل کر دیتے ہے وہاں وہاب اس کو مختصر بنا کر پیش کرتا ہے اور جہاں فردوسی نے صحابہ کے حملے کو مختصر پیش کیا ہے وہاں وہاب نے اس حملہ کو اپنے ترجمے کی ایک جلد یعنی جلد چہارم میں جگہ دی اور "خلافت نامہ" کے نام سے ۶۶۰۲۶ اشعار میں پیش کیا۔ شاہنامہ میں غضب کی قومیت جھلکتی ہے چنانچہ فردوسی نے اپنے مذہب (اسلام) پر بھی قومیت ہی کو ترجیح دینا بہتر سمجھا ہے

ز شیر شتر خوردن سوسمار   عرب را بجائے رسید است کار
کہ تاج کیان را کند آرزو   تفو باد بر تو ای چرخ گردان تفو

اس کے برعکس وہاب کے ترجمے میں حد سے زیادہ مذہبیت جھلکتی ہے۔

(۱) بہ شاہنامہ ناحق ہمیو تم درد سر   پئے جنگ بوبکر رض و عمر رض
میں نے یہ شاہنامہ ابوبکر رض اور عمر رض کی جنگ کے واسطے اپنے لئے درد سر بنایا۔

(۲) نہ تے بے بت شاہنامہ کیا ہ اوس کار   کہ کیا تہ رستم و زال د ... نہ بلہ
ورنہ مجھے شاہنامہ سے کیا واسطہ تھا رستم، زال اور اسفندیار سے بھی

(۳) ز شمشیر عثمان رض و حضرت علی رض   دلیران ایران و توران گل
ایران اور توران کے بہادر عثمان رض اور علی رض کی شمشیر کی وجہ سے نیست و نابود ہو گئے

مختصر کہ شاہنامۂ کشمیری کے اتنے گوشے ہیں جن کو اس مختصر سے مقالہ میں روشن کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور مصنف کے ان چار شعروں پر مقالے کو ختم کرتا ہوں

آمد دلبرے یادم ‌ ‌ ‌ ز یادِ خویش آزادم

کہ تا دیوی ماند ‌ ‌ ‌ دریں گنبد فسانۂ ما

ز خادم گرگے روید ‌ ‌ ‌ ببوید زو کسے شاید

بحرفِ من بیفزاید ‌ ‌ ‌ ز شرحِ داستانۂ ما